لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب

سلسلہ مشاہیر اسلام وصوفیائے کرام نمبر ۴

محبوب الٰہی

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے حالات زندگی

مولفہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی سجادہ نشین

وخواہر زادہ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ

ملک محمد الدین آوان ایڈیٹر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات نے

ہندوستان سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا

قیمت ۔۔۔۔۔۔ ۲ر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی

اسلام ہند میں

اگرچہ غزنی کے جوشیلے بادشاہ سلطان محمود نے سرزمین ہند کو ہلا ڈالا تھا۔ مگر کبھی ایسا نہ ہوا۔ کہ کسی شہر پر اس کا دوامی قبضہ رہتا۔ یا کسی ہندوستانی کے دل پر فتحیابی میسر ہوتی۔ مذہبی اثر ہو یا اقتدار حکومت زور اور جبر سے ہرگز قبول نہیں کئے جاسکتے۔ یہی سبب تھا کہ محمودی تلوار سے اشاعت اسلام میں کوئی نمایاں ترقی نہ ہوسکی۔ اسلام میں اگر تلوار کے زور سے پھیل جانے کی صلاحیت ہوتی تو ہند کا کوئی کونہ قرآنی آواز سے خالی نہ رہتا۔ جب غزنی کا مریخ غروب ہوگیا۔ اور حکومت غور کے سرداروں میں پہنچی۔ اُسوقت روحانیت کے صدر مقام مدینہ شریف سے بغداد کے ایک نامور مسلمان کو حکم دیا گیا کہ وہ ہندوستان میں اسلامی اشاعت کے لئے روانہ ہوجائیں۔ یہ حضرت سیستان کے قصبہ سنجر[1] میں پیدا ہوئے تھے۔ کچھ دنوں بلاد خراسان میں علم ظاہری حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد علم باطنی و روحانی کے شوق میں بغداد چلے گئے۔ یہاں حضرت خواجہ عثمانؓ ہرونی نام ایک بڑے مشہور اور صاحب کمال بزرگ سے مدارج باطنی کی تحصیل شروع کر دی۔ اسی اثنا میں ان کو ہندوستان جانیکا

---

[1] ایک روایت میں سنجر غلط لفظ ہے۔ سجستان کی سکونت کے سبب سجزی ہونا چاہیے ۱۲

حکم ہوا۔ خواجہ معین الدین حسنؒ (ان بزرگ کا اسم گرامی ہے) ہندوستان میں تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ دہلی و اجمیر کا حاکم رائے پرتھی راج بڑا زبردست اور بارسوخ راجہ مانا جاتا ہے مذہبی جوش اور دینی پاسداری کے لحاظ سے یہ دونوں شہر تمام بلاد ہند میں مشہور ہیں۔ اس لئے حضرت پہلے دہلی میں تشریف لائے۔ اور اسلامی ارکان کو دشمنوں کی زمین پر آزادی سے ادا کرنا شروع کیا۔ ہندو اگرچہ ان اجنبی مسافروں کی مذہبی حرکات سے افروختہ ہوتے تھے۔ مگر ہمت نہ پڑتی تھی کہ جبراً منع کر دیں۔ رفتہ رفتہ ان مسلمانوں کا چرچا زیادہ بڑھا۔ اور تعصب کی آگ بھڑکنے لگی۔ ہندو جمع ہو ہو کر آتے کہ ان کو کچھ آزار پہنچائیں۔ مگر یہاں عادت کے خلاف ان فقیروں سے کوئی کرشمہ دیکھ کر سرگوشیاں کرتے ہوئے پھر جاتے تھے۔ ہند میں اوہام پرستی کا بڑا زور تھا۔ دین اسلام اگرچہ کرامتوں کو کمال اور قابلیت میں شمار نہیں کرتا مگر ان باطل پرستوں کے سامنے انکا اظہار بہت سی کامیابیوں کا موجب بن گیا۔ جب دہلی میں ہندوؤں کی ان صوفی مسلمانوں کے ساتھ گرویدگی بڑھ گئی۔ اور ان کی وہ نفرت جو مدت سے اسلام کے ساتھ تھی بہت کم ہو گئی اُسوقت خواجہ صاحب نے اندازہ کیا کہ اب اسلام کی خوبیاں اُنکے دلوں میں سما گئی ہیں۔ یہاں سے اجمیر چلنا چاہئے۔ چنانچہ آپ اپنے چند ہمراہیوں سمیت اجمیر تشریف لے گئے۔

شروع میں یہاں بھی بہت سختی برتی گئی۔ مگر انجام نہائت مفید و باثر ہوا۔ پرتھی راج کا گرو جیپال نامی بڑے جوش و خروش سے مقابلہ پر آیا اور علمی و روحانی بحث کر کے کمال دکھانے دیکھنے کے بعد مسلمان ہو گیا۔ اس کے مسلمان ہوتے ہی تمام ہندو پبلک میں دفعتاً انقلاب کی ہوا چلنے لگی۔ خواجہ صاحب نے اپنے مریدوں کو ہند کے تمام مذہبی مرکزوں میں روانہ کرنا شروع کیا۔ تاکہ اسلام کی منادی کریں۔ منادی صرف اپنی اخلاقی خوبیوں کو عمل میں لا کر دوسروں پر اثر ڈالنے

کا نام تھا۔

اگرچہ خواجہ صاحب کی حیات ہی میں محمد غوری اور پرتھی راج کی خونریز جنگ ہوئی اور ہمیشہ کے لئے اسلام ہند میں آگیا مگر خواجہ صاحب اخیر دم تک اپنے متعلقہ فرض کو ترقی دیتے رہے۔ چنانچہ ان کی وفات سے پہلے تمام ہندوستان پر اُن کے مرید چھا گئے تھے۔

دہلی میں اس کی عظمت وشان کے لائق اپنے ایک نہائت ہی ہونہار اور قابل مُرید خواجہ قطب الدین بختیار کو نائب بنایا تھا۔ جو اپنے مقدس شیخ کی خدمت کو بڑی خوبی سے انجام دے رہے تھے۔ خواجہ قطب صاحب سے بھی اجودھن (پنجاب) میں اپنے جفاکش عابد و اسلام کو بڑی مدد ملی۔ الغرض ہندوستان میں اسلام کی اشاعت (جو آ جنگ گو محدود سہی اسی طرز سے جاری ہے) اس طریق سے ہوئی اور ہو رہی ہے۔

خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ

سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں سادات کا ایک گروہ بخارا سے لاہور شہر تا ہُوا بداؤں آ کر آباد ہو گیا تھا۔ اس خاندان میں بدایوں آ کر ۶۳۳ ہجری میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام سید محمد رکھا گیا۔ یہ وہی ہونہار بچہ تھا۔ جس کو ہندوستان۔ عرب۔ افغانستان۔ چین وغیرہ کے مسلمان خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ پانچ برس کا چھوڑ کر اُس کے والد مولانا سید احمد صاحب نے دنیا سے رحلت کی اور پرورش وتربیت اسکی والدہ بیبی زلیخا کے سپرد ہوئی۔ غریب سیدزادی سوت کات کر اپنی اور اپنے یتیم بچے کی پرورش کرتی تھیں۔ اکثر ایسا ہوتا کہ کئی وقت برابر فاقہ گذر جاتا۔ مگر کم سن یتیم طالب علم (حضرت محبوب الٰہی ان دنوں دینیات پڑھتے تھے) نہائت صبر سے اس سختی کو برداشت کرتا اور ذرا نہ گھبراتا۔ نیک

اور قناعت منش ماں کا بچہ پر اتنا اثر پڑا تھا کہ وہ فاقہ کشی کی مشقت کو گراں سمجھنے کی بجائے ایک مزیدار بات جانتا تھا۔ جس دن گھر میں کھانے کو نہ ہوتا تو والدہ فرماتیں۔ "بابا نظام آج ہم خدا کے مہمان ہیں"۔ بھولا اور معصوم بچہ خدا اور اسکی مہمانی کا اتنا قدردان تھا کہ ہمیشہ آرزو رہتی کہ وہ دن کب آئیگا جو اماں کہیں گی آج ہم خدا کے مہمان ہیں۔ سولہ برس کی عمر میں دینیات و فلسفہ کے مروجہ علوم سے فراغت پائی۔ والدہ نے تمام شہر کے علماء و مشائخ کو جمع کر کے اپنے ہاتھ کے بُنے ہوئے سُوت کا عمامہ اس نوعمر فاضل کے سر پر بندھوایا۔ جب حضرت محبوب الٰہی نے اس تقریب سے فراغت پائی تو والدہ اور ہمشیرہ کو ہمراہ لیکر دہلی آئے تاکہ یہاں مولانا شمس الملک اُستاد سلطان شمس الدین التمش سے بھی سند حاصل کریں۔ چنانچہ یہاں تھوڑی سی مدت قیام فرما کر کل علوم کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد باطنی اور روحانی ترقی کا شوق پیدا ہوا۔ اجودھن میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ (آپکا ذکر اوپر آیا ہے) کی خدمت میں حاضر ہو کر اس فن کو بھی خوب اچھی طرح حاصل کیا۔ اور نیابت دہلی پر متقرر ہو کر واپس تشریف لے آئے تخت دہلی پر اس زمانہ میں ہر دلعزیز سلطان غیاث الدین بلبن تھا۔ حضرت محبوب الٰہی نے آبادی شہر سے سو میل علیحدہ شمال میں سکونت اختیار کی۔ فقیر دوست باشندگان دہلی (جو عموماً سبھی ایسے تھے) آپکی زیارت کرنے اور برکت و فیض حاصل کرنے کے لئے جوق در جوق آنے لگے۔ زوار کی اس قدر کثرت ہوئی کہ شہر سے خانقاہ تک آبادی معلوم ہوتی تھی۔ نیک اور فیاض لوگوں نے تمام سڑک پر جگہ جگہ مسجدیں اور کنوئیں بنوا دیئے تھے۔

آپکی روحانی زندگی

ہند کے مسلمانوں میں اس مرتبے کا درویش کوئی نہیں گذرا۔ جس کی ظاہری ثروت کا

یہ عالم ہو کہ شاہ وقت رشک کرے۔ ملک کے تمام مقتدر اور بااثر حکام غلامی کا دم بھریں۔ اور وہ نہائت عاجزی سے خدا کے سامنے سر جھکا کر اس کے حکموں کی تعمیل کرتا ہو۔ غریب اور بیکس لوگوں سے عملاً ہمدردی اور ان کی خبر گیری میں مصروف ہو۔ حضرت محبوب الٰہی کی لائف اُن واقعات کے لبریز ہے۔ جو ایک پکے اور اسلامی ارکان کے پورے پابند میں ہونے ضروری ہیں۔ آپکے ضخیم تذکروں کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صوفیانہ مشرب کے قابل تقلید نمونہ تھے۔ ظاہری علم کی تدریس بھی کرتے اور باطنی اسرار بھی سکھاتے تھے تمام ہندوستان میں بہت جلد آپ کا غلغلہ پھیل گیا۔ ہر گوشہ سے شوقین لوگ حاضر ہو کر فیض حاصل کرنے لگے۔ چنانچہ متعدد صحیح روائتوں سے ثابت ہے کہ روزمرہ آپکے دستر خوان پر کئی کئی ہزار آدمی کھانا کھاتے تھے۔

بعض دفعہ مہمانوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ لنگر خانہ میں صرف نمک کئی من خرچ ہوا۔ غریب اور اپاہج لوگ آپکے لنگر سے ماہانہ پاتے۔ سیاح اور ممالک غیر کے باشندے مہینوں آپکے مہمان رہتے اور سینکڑوں اشرفیاں رخصتانہ لیکر واپس جاتے تھے جس وقت تمام مسافر اور مہمان لوگ کھانے سے فارغ ہو جاتے اُسوقت آپ اپنی معمولی غذا منگا کر تناول فرماتے تھے جس میں جو کی روٹی اور اُبلے ہوئے ٹینڈوں کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا۔ عمدہ غذا کھانے سے پرہیز نہ تھا۔ نہ مکلف کھانے کو بُرا سمجھتے تھے۔ بلکہ کبھی آبدیدہ ہو کر اسکی وجہ یوں بیان فرماتے جی نہیں چاہتا کہ ہزاروں بندگان خدا مسجدوں اور بازاروں کے گوشوں میں بھوکے پڑے ہوں اور نظام عمدہ لذیذ کھانے کھا کر ان سے بیخبر ہو جائے۔ سردی کے موسم میں رات کے وقت گھڑی گھڑی چشم پُرآب ہو کر فرماتے آہ! غریب و نادار لوگ اس مصیبت کو کس طرح برداشت کرینگے ایک مرتبہ کسی مہمان کے گھر میں آگ لگ گئی۔ لوگ اسکے بجھانے کو دوڑے۔ آپ بھی تشریف لیگئے اور اس

غریب کی بربادی پر بیحد گریہ فرمایا۔ واپس آ کر خواجہ محمد اقبال اپنے لنگر کے داروغہ کو حکم دیا۔ اُس شخص اور اس کے عیال کے خرچ کے موافق کھانا لیجاؤ۔ اور اس قدر زر نقد کہ وہ اپنے سوختہ مکان کی درستی اور خانگی ضروریات کو بہم پہنچا سکے۔

لوگ حیران تھے اور ہیں کہ حضرت اس قدر روپیہ کہاں سے خرچ کرتے تھے۔ اسکی نسبت مختلف خیالات ہیں بعض کہتے ہیں کہ مریدوں کی نذروں کا سارا اثاثہ تھا۔ مگر جب دیکھتے ہیں کہ حضرت نذورات کی آمد سے بہت زیادہ بیٹھے بیٹھے یونہی تقسیم کر دیتے ہیں تو ان کا تعجب بڑھ جاتا اور تحقیق حال میں اُلجھن پڑ جاتی ہے۔

ایک دفعہ علاؤالدین خلجی نے پانسو اشرفیاں نذر بھیجیں۔ اُس وقت ایک قلندر فقیر پاس بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے کہا بابا اس میں سے نصف میرا ہے آپنے فرمایا نہیں بلکہ سب تمہارا یہ کہکر تمام اشرفیاں ان کو دیدیں۔ اس قسم کے واقعے روز ہوتے رہتے تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے غیب کا خزانہ آپکو دیدیا تھا۔ بہرحال آپکے بے انتہا صرف نے شاہان ہند کو بھی لٹکل لذتیوں میں ڈالدیا تھا۔ آپکے اخلاق کی یہ حالت تھی کہ لوگ آپکو بُرا کہتے۔ آپ ان کو اشرفیاں دیتے۔ ایک شخص چھجو نامی ہمیشہ آپکو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اور آپ اس کو دو اشرفیاں۔ ایک دن لوگوں نے اس کو غیرت دلائی اور اس قبیح حرکت سے باز رہنے کی نصیحت کی۔ اس روز اُس نے اپنا دستور پورا نہ کیا۔ رخصت کیوقت اس نے اپنا معمول مانگا۔ آپنے فرمایا بھائی میرا حق بھی تو دو۔ آج وہ کیوں بھول گئے۔ ایک عرصہ کے بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا۔ آپکو خبر ہوئی تو اُسکی قبر پر آپ تشریف لے گئے۔ اور دعا مانگی۔ الٰہی اس شخص کو معاف کر اور میرے سبب مواخذہ نکر میں نے اس کی غلطیوں کو بخش دیا۔

حضرت کی روحانی زندگی کا سلسلہ اس قدر وسیع ہے کہ ہم اس کا مختصر حصہ بیان کرینگے

واسطے کبھی گنجائش نہیں پاتے۔ لہٰذا دوسرے پہلو پر توجہ کی جاتی ہے۔ اور اس ذکر کو ان ہی سطروں پر ختم کیا جاتا ہے۔

تعلقات شاہی

مسلمان بادشاہ عموماً علماء و مشائخ سے محبت و اُنس رکھتے تھے اور وہ بھی انکے دربار میں شریک ہوتے اور دنیاوی مہمات میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ مگر حضرت محبوب الٰہی کے ساتھ عجیب اتفاق تھا بادشاہ خواہش کرتے کہ ہم آپکی زیارت سے بہرہ اندوز ہوں۔ مگر آپ انکار و کنارہ فرماتے۔ آپ کا ابتدائی زمانہ سلطان غیاث الدین بلبن کی حکومت میں تھا۔ اس کے بعد اس کا پوتا معز الدین کیقباد تخت نشین ہوا۔ کیقباد کو حضرت کے ساتھ اس قدر گہرا تعلق تھا کہ آپکی خانقاہ کے قریب موضع کھیلوکری میں اپنا قصر بنایا۔ اور وہیں کی سکونت اختیار کرلی۔ آپ بھی خانقاہ سے سلطان کی نو تعمیر جامع مسجد میں نماز جمعہ کو تشریف لیجاتے تھے۔ مگر سلطان کے پاس ملنے کو کبھی نہ گئے۔

یکایک حکومت کیقبادی میں انقلاب پیدا ہوا۔ اور سمانہ کے حاکم جلال الدین فیروز خلجی نے حملہ کر کے دہلی کو لے لیا۔ اور بیچارا کیقباد قتل ہو کر دریائے جمنا میں ڈالدیا گیا۔ فوجی اور ملکی عمائد پر حضرت محبوب الٰہی کا اتنا گہرا اثر تھا کہ اگر آپ چاہتے تو جلال الدین کو دہلی کی گلیاں ہرگز نصیب نہ ہوتیں اور آپکا معتقد کیقباد ہمیشہ کے لئے سلطان دہلی بنا رہتا۔ مگر نہیں حضرت کو ان جھگڑوں سے کچھ سروکار نہ تھا۔ ایک مدت تک جلال الدین خلجی نے بیحد کوشش کی کہ آپکی زیارت کا شرف حاصل کرے۔ مگر آپنے منظور نہ فرمایا۔ اسکے بعد جب وہ اپنے برادرزادہ علاؤ الدین خلجی کے ہاتھ سے مارا گیا تو اس کے ورثاء اور علاؤ الدین میں تاج ہند کے لئے زور آزمائیاں ہونے لگیں تب بھی آپنے باوجود کافی قدرت کے اپنے محبت کرنیوالے جلال الدین یا ناآشنا علاؤ الدین کی کوئی پاسداری

نہ کی۔ اور خاموشی سے اپنی بےغرض پالیسی کا ثبوت دیتے رہے۔ علاؤالدین خلجی جب مستقل تاجدار بن گیا۔ تو اپنے ملک کے شہرۂ آفاق بزرگ حضرت محبوب الٰہی کی قدردانی کی طرف متوجہ ہُوا۔ اُمّی مگر روشن دماغ سلطان ان اشعار کو بڑے اشتیاق سے منگاتا تھا جو قوالی میں حضرت پر لطف و وجد کی کیفیت طاری کر دیتے تھے۔ بکر روسہ کر پڑھ کر روتا اور آنکھوں سے لگاتا۔ ایک بار مغلوں کی مہم سے حواس باختہ ہو گیا۔ مغلوں نے تمام دہلی کا محاصرہ کر لیا تھا۔ بڑے مستقل مزاج مدبر واقعہ کی صورت سے ہراس اور گھبراہٹ میں پڑ گئے تھے۔ اور کسی کو زندگی کا بھروسہ نہ رہا تھا مگر ہوشیار علاؤالدین سنبھلا۔ اور حضرت محبوب الٰہی کے پاس دعا طلبی کی پے در پے التجائیں روانہ کیں پس حضرت کی برکت سے خدا کی ایسی مدد ہوئی کہ مغل خود بخود بلاجنگ واپس چلے گئے۔ محقق مورخ حیران ہیں کہ مقصد در آغوش مغل محاصرہ کو چھوڑ کر کیوں بھاگ نکلے۔ مگر ظاہری سبب کوئی قائم نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ حضرت محبوب الٰہی کی روحانی قوت کے اثر کو تسلیم کیا جائے۔

یہ بادشاہ بھی آپکی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ اپنے ولیعہد خضر خاں اور چھوٹے لڑکے شادی خاں کو آپ کا مرید کرا دیا تھا۔ حضرت کو بھی علاؤالدین سے خاص محبت تھی۔ اور آپ اس کی بہبودی کے دل سے خواہاں تھے۔

مؤلف تاریخ فیروز شاہی جو ایک مشہور اور معتبر مؤرخ تھا لکھتا ہے" علاؤالدین خلجی کی حکومت کا زمانہ سب تھلکوں سے محفوظ رہا۔ نہ دستور کی موافق کوئی تخت خونریزی ہوئی۔ نہ وبا و قحط کی مصیبت آئی۔ ملکی قوانین بڑی خوش سلیقگی سے از سر نو مرتب کیے گئے اور ان پر کامیابی سے عملدر آمد ہُوا۔ ان کل ممتاز خوبیوں کا دار و مدار حضرت محبوب الٰہی کی برکت اور ان کے عالی دماغ مرید نیکی دل کوشش اور ملکی ہمدردی پر تھا۔ علاؤالدین کی وفات کے بعد کچھ ایسی پیچیدگی واقع ہوئی کہ ولیعہد خضر خاں تخت سے محروم رہ گیا۔ اور قطب الدین مبارک علاؤالدین کا تیسرا لڑکا تاجدار بن گیا۔

قطب الدین نے سب سے پہلے بڑے بھائی مدعی سلطنت کی خبر لی۔ اور اس کو اندھا کرایا اور پھر اس کو شادی خاں دوسرے بھائی سمیت مروا ڈالا۔

اُس وقت خیال کیا جاتا تھا کہ حضرت محبوب الٰہی اپنے حق دار مظلوم مرید کا قطب الدین سے ضرور بدلہ لیں گے۔ جو پولیٹیکل اقتدار کے لحاظ سے حضرت کے ایک اشارہ چشم میں ممکن تھا مگر حضرت نے کچھ توجہ نہ فرمائی اور اپنی بے غرض پالیسی پر ثابت قدم رہے۔

سُلطان قطب الدین کیوں مارا گیا؟

بدنصیب ناتجربہ کار نوعمر بادشاہ کو خود بخود یہ خبط پیدا ہوا کہ حضرت کے عالمگیر اثر و اقتدار کو ماتحت حکام و رعایا کے دلوں سے مٹا دے۔ اور شب و روز اس ارادہ کی تکمیل کے لئے کوشش کرنے لگا۔ اپنی تدبیر کے کسی پہلو کو کارگر نہ پاکر یہ حیلہ نکالا۔ کہ حضرت سب مشائخ و علماء کی طرح میرے سلام کو دربار میں کیوں حاضر نہیں ہوتے۔ آپ نے جواب میں نہائت نرمی سے اطلاع دیدی "بادشاہوں سے ملنے کا میرا دستور نہیں" لہٰذا اب بھی اس کا خلاف نہیں کر سکتا۔ سلطان اس جواب سے افروختہ ہو کر بولا۔ اگر وہ نہ آئینگے تو میں جبراً بلاؤں گا۔ اور اپنے شاہی اختیارات اور سلطانی قوت کو اچھی طرح سے استعمال کرونگا۔ مناسب ہے کہ وہ اس ماہ کے غرہ کو ملاقات کر جائیں۔ بادشاہ کی اس تیزی سے بوڑھے اور تجربہ کار امرا کو (جو سب کے سب حضرت محبوب الٰہی کے مرید تھے) اندیشہ ہوا۔ اور جمع ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ عرض کیا۔ آپ نے زمانہ کا رنگ دیکھا ہے اور اسکی مصلحتوں پر عبور ہے۔ سلطان کم سن اور نادان ہے۔ بات نہیں سمجھتا آپ ہی عارضی طور پر اپنے قاعدہ سے دست بردار ہو جائیے تاکہ فتنہ و فساد سے امن رہے آپ نے فرمایا اپنی ذاتی رائے کو بدل سکتا ہوں مگر بزرگوں کے قواعد ترک نہیں کر سکتا۔"

قصہ مختصر مقررہ غرہ کا دن آگیا۔ لوگوں کی تشویش بڑھنے لگی۔ عام خیال تھا۔ کہ اگر بادشاہ نے حضرت کے ساتھ کوئی گستاخی کی تو قیامت برپا ہو جائیگی۔ حضرت کے خدام نے عرض کی کہ تشریف لیجانیکا قصد ہو تو سواری کا سامان کیا جائے۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ یہ دیکھ کر سب خاموش ہو گئے۔ آدھی رات کیوقت حضرت محبوب الٰہی جذبہ کی شان سے صحن خانقاہ میں گشت کرنے لگے اور ایک فارسی کا شعر پڑھنا شروع کیا۔ جس کا مضمون تھا۔ "او لومڑی اپنی جگہ پر کیوں نہ بیٹھی رہی۔ شیر سے پنجہ کیا اور سزا پائی۔ یکایک غل ہوا کہ سلطان مارا گیا۔ صبح تک کسی کو صاف علم نہ تھا کہ قاتل کون تھا۔ مگر اس نئے اعلان نے سب کو خبردار کیا۔ "ہند کے تاج کا وارث سلطان خسرو ہے"۔ خسرو قطب الدین کا نمک پروردہ غلام تھا گجرات کی مہموں سے گرفتار ہو کر سلطان ہوا۔ قطب الدین نے اسکی نوخیز ملاحت پر فریفتہ ہو کر اپنے مقربوں میں شامل کر لیا۔ خسرو نے رفتہ رفتہ اتنا اعتبار بڑھایا کہ اپنی عظیم الشان تمنا کے حصول کی دھن میں محل ہزار ستون کی چھت پر اپنے فدائی آقا کے قتل اور اپنی چند روزہ بادشاہی میں کامیابی حاصل کی۔ مگر اپنے قدر شناس سلطان کی ہلاکت کی یہ سزا پائی کہ چند ہی ماہ کے ملتان کے حاکم ملک جونا (جو بعد میں غیاث الدین تغلق کہلایا) نے ایک اچھی لڑائی لڑ کر اس کا خوب صورت سر ہزار ستون کی چھت پر کاٹ کر ذلت سے نیچے پھینک دیا۔ اب چھ سو برس کے بعد جب قطب الدین اور خسرو کی ہڈیاں خاک میں فنا ہو چکیں۔ بعض نادان لوگوں کو خیال پیدا ہوا ہے کہ سلطان حضرت محبوب الٰہی کی سازش سے مارا گیا۔ مگر معاملہ فہم اور منصف مزاج اصحاب غور کر سکتے ہیں کہ جس شخص کو ملک کے ادنیٰ و اعلیٰ تمام طبقوں پر اس قدر اختیار حاصل ہو کہ چشم زدن میں بڑے سے بڑے معاملہ کو دگرگوں کر دے مگر وہ اپنی مذہبی اور روحانی مشغولیوں میں ادھر آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا ہو جس کے بڑے بڑے بادشاہوں سے

ایسے صاف اور آزاد برتاوے رہے ہوں۔ جو مجملاً اوپر بیان کئے گئے جس کی دنیاوی بے غرضی و بے نفسی کے روشن ثبوت موجود ہوں وہ اس قسم کی ہلکی اور نفسانیت کی حرکت کر سکتا ہے؟ حضرت محبوب الٰہی کی سی قدرت والا مسلمان ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے مسلمان بادشاہ سے انتقام لینے کے لئے ایک نو مسلم ریاکار ہندو بچہ سے مدد لیتا۔ بالفرض ایسا ہوتا تو حضرت اپنے اولوالعزم مددگار خسرو کی اس تباہی کے وقت خبر لیتے۔ اور غیاث الدین تغلق کے ہاتھوں بیکسی کی موت نہ مرنے دیتے۔ مگر نہیں۔ یہ محض خام خیالیاں ہیں۔ قطب الدین کی موت ظاہری اسباب کے لحاظ سے اُسکی ناتجربہ کاری کے باعث ہوئی۔ اگر وہ اپنے عقلمند مشیروں کا کہنا مانتا اور خسرو کو اتنا منہ نہ لگاتا۔ تو جوانمرگی کی بے بس موت نہ مرتا۔ مذہبی حیثیت سے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قطب الدین خدا کے نیک اور مقبول بندے کے ناحق ستانے میں سزایاب ہوا۔

غیاث الدین تغلق کی پرخاش اور موت

خسرو کے فتنہ سے فارغ ہو کر غیاث الدین امور سلطنت کیطرف متوجہ ہوا۔ چند خود غرض نفس پرست لوگوں نے بادشاہ کو ایک مذہبی مجلس منعقد کرنیکے واسطے آمادہ کیا تاکہ اس میں حضرت محبوب الٰہی سے سماع کے مسئلہ کی بحث کی جائے۔ بادشاہ نے تمام مشہور مشائخ و علماء کو جمع کیا۔ اور حضرت کو بھی جواب دہی کے لئے طلب کیا۔ آپ اس شرعی مجمع میں بلاتکلف تشریف لیگئے اور ایسی برجستہ و لاجواب گفتگو کی کہ بادشاہ اور کل مجمع کو ساکت ہونا پڑا۔ سلطان اس حرکت سے ایسا خفیف ہوا کہ اسکے بعد دہلی میں نہ رہا اور بنگالہ کی کسی مہم پر چلا گیا۔ ایک عرصہ کے بعد جب وہ دہلی کیطرف واپس چلا تو حضرت

کو پیام بھیجا کہ آپ میرے دہلی پہنچنے سے پہلے شہر خالی کر کے کہیں چلے جائیے۔ حضرت نے اسکے جواب میں یہ فقرہ کہا "ہنوز دہلی دور است" جو آج تک کئی زبانوں کی مشہور مثل بنگیا ہے۔ سلطان کے پے در پے کئی پیام آئے۔ مگر حضرت نے سب کا یہی جوابدیا۔ کہ ابھی دلی دور ہے۔ الغ خاں محمد تغلق غیاث الدین کے ولی عہد نے باپ کے استقبال کی بڑی دھوم سے تیاریاں کیں۔ اور آبادی شہر سے ۳ میل فاصلہ پر ایک چوبی محل بنایا۔ جب غیاث الدین وہاں پہنچ گیا۔ تو اسی قصر میں نہایت دھوم سے دعوت کی۔ جب سلطان کھانا کھا چکا۔ اور بہت سے آدمی باہر آگئے۔ سلطان اپنے چند مقربوں کے ہمراہ اندر تھا۔ یکایک وہ مکان گر پڑا۔ اور سلطان اور اس کے رفقا اس صدمہ سے ہلاک ہوگئے اس واقعے کی نسبت مورخین کے مختلف بیان ہیں۔ بعض اس کو الغ خاں کی چالاکی کا ثمرہ بتاتے ہیں۔ کہ اس نے تخت کے لالچ سے اس مکان کے سامنے ایک کل لگادی تھی۔ جس وقت نذر کے ہاتھی پیش کئے گئے وہ کل دبی اور مکان گر پڑا مگر اکثر کا یہ خیال ہے کہ مکان پر بجلی گری۔ کیونکہ خدا کو اپنے محبوب بندے کا یہ قول پورا کرنا تھا کہ ابھی دلی دور ہے اور ظالم بادشاہ اور اس کے مفسد امرا کو سزا دینی مقصود تھی۔ یہ وقوعہ حضرت محبوب الٰہی کی وفات سے دو ماہ پہلے گذرا۔

حضرت محبوب الٰہی کی وفات اور مغل بادشاہ

حضرت کی زندگی میں بعض سلاطین نے خرچ لنگر کے لئے بڑی بڑی جاگیریں اور معافیاں دینی چاہی تھیں۔ مگر آپ نے ایک کو بھی منظور نہ کیا۔ انہوں نے ہمارے بزرگوں یعنی حضرت کے ہمشیرہ زادوں کو آمادہ کیا کہ تم عرض کرو کہ حضور کو تو کسی چیز کی پرواہ نہیں۔ مگر ہمارے اخراجات کا خیال فرما کر قبول کیجئے حضرت نے اس خواہش سے مکدر ہو کر فرمایا۔ فقیروں کا یہ شیوہ نہیں کہ وہ جاگیر دار بنیں۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ میں یا میرے متعلقین اس وبال میں گرفتار ہوں۔ جس خدا نے میری عمر ایسی فارغ البالی

سے گذار دی۔ حالانکہ محض متوکل ہوں۔ وہی تمہارا کارساز اور تمہاری ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے حضرت کی پر حکمت وصیت پر ہمارے بزرگوں نے اب تک عمل کیا اور کسی جاگیر کو قبول نہ کیا۔ حالانکہ تغلقوں نے کئی مرتبہ کچھ دیہات دینے چاہے تھے۔

۷۲۵ھ ہجری کے ماہ ربیع الثانی میں آپ کو مرض موت لاحق ہوا۔ آپ نے حکم دیا کہ گھر و خانقاہ میں جس قدر اثاثہ ہے سب مساکین کو تقسیم کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر خواجہ محمد اقبال داروغہ لنگر کو حکم دیا کہ باورچی خانہ میں غلہ کے ہزارہا من انبار لگے ہوئے ہیں وہ سب کھڑے کھڑے بانٹ دو اور ایک دانہ باقی نہ رکھو۔ اس کی بھی تعمیل ہوئی ایام وصال کے قریب آپ پر ضعف کی غشی طاری ہو گئی تھی۔ جب ہوش آتا تو سوائے اس سوال کے کچھ نہ فرماتے۔ نماز کا وقت ہوا؟ کوئی مسافر آیا؟ اگر آیا ہو۔ تو اس کی مدارات کرو۔ اور کھانا کھلاؤ۔ نماز کا وقت آگیا ہو تو مجھے اٹھاؤ اور نماز پڑھاؤ۔

غرضکہ ربیع الثانی کی ۸ ارتاریخ بدھ کے دن طلوع آفتاب کے وقت لوگوں کو استقلال کی وصیت اور نماز و مسافروں کو یاد کرتے ہوئے دنیا سے رحلت کی۔ آپکی زندگی میں آپکے مرید تمام ہند عرب۔ چین وغیرہ ممالک میں ہر جگہ پائے جاتے تھے۔ گجرات اور دکن میں اشاعت اسلام کی غرض سے آپنے پانسو خلفا کو روانہ کیا تھا۔ چنانچہ آجتک وہاں اس خاندان کے لاکھوں مسلمان موجود ہیں۔ بلاد چین میں آجکل ڈیڑھ سو خانقاہیں اس خاندان نظامیہ سے آباد ہیں افغانستان میں ہزارہا مسلمان اسی خاندان سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ ہند کا کوئی شہر قصبہ۔ گاؤں ایسا نہیں جہاں حضرت محبوب آلہٰی کے سلسلہ سے منسلک موجود نہ ہوں۔ خاصکر پنجاب کہ وہ سب نظامیوں سے بھرا ہوا ہے۔ آپکے وصال کے بعد پٹھان بادشاہ آپکے مزار اور متعلقین مزار کا نہائت ادب و احترام کرتے رہے جب مغلوں کا زمانہ آیا تو وہ بھی سلاطین ماسبق کی طرح حضرت محبوب آلہٰی کے عقیدتمند اور انکی اولاد کے قدر دان رہے ہمایوں نے اپنی قبر حضرت محبوب آلہٰی

کی خانقاہ کے قریب محض حسن عقیدت کی وجہ سے بنوائی (مقبرہ ہمایوں کے شرقی اور شمالی گوشہ سے بالکل متصل حضرت کی قدیمی خانقاہ واقع ہے) شاہجہان کی مشہور عالم و فاضل لڑکی جہاں آرا بیگم آپ ہی کے نام پر فدا ہوئی۔ اور تمام تعلقات دنیاوی سے علیحدہ ہوکر خدا کی یاد کرنے لگی مرتے وقت اپنے چھوٹے تاجدار بھائی اورنگزیب سے وصیت کی کہ مجھ کو حضرت محبوب الٰہی کے قدموں میں دفن کرنا۔ اور تمام گھر کا اسباب درگاہ میں نذر کر دینا۔ عالمگیر نے وصیت پر پورا عمل کیا۔ اور حسب قانون شریعت محمدی تین کروڑ متروکہ مال میں سے ایک ثلث (ایک کروڑ) درگاہ میں ہمارے بزرگوں کو دے دیا۔

ناصر الدین محمد شاہ بھی حضرت سے خاص خلوص رکھتا تھا۔ بڑی تمنا اور آرزو سے حضرت کے پائین قبر بنوائی۔ لاکھوں روپیہ نذر دیا۔ اور تمام درگاہ میں سنگ مرمر کا فرش بنا دیا۔ اسکے بعد ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ تک مغل بادشاہوں کی وہی قدیمی عقیدت برقرار رہی اور ہزارہا روپیہ نظر ملتا رہا۔ بہادر شاہ کے گئے گذرے وقت تک پانچ روپیہ یومیہ مقرر تھے۔ مگر جب سے گورنمنٹ انگریزی کی عملداری ہوئی وہ یومیہ وغیرہ سب بند ہوگیا اب ہندوستان میں جو نئے وائسرائے آتے ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی کے مزار کی ضرور زیارت کرتے ہیں خصوصاً لارڈ کرزن یہاں کی زیارت کرکے بہت ہی محظوظ ہوئے۔ اور درگاہ کے شکستہ مکانات کی مرمت کیواسطے احکام صادر کئے۔ چنانچہ تیرہ چودہ ہزار روپیہ تعمیر و مرمت میں خرچ کیا گیا۔ موسم سرما میں ہزارہا سیاح یورپ سے آکر اس خوبصورت اور مقدس درگاہ کی سیر کرتے ہیں۔ جن کے پاس مختلف مصنفوں کی گائڈ بکیں ہوتی ہیں۔ مگر اکثر سلیمن صاحب کی گائڈ بک خرید کر لاتے ہیں۔ جس میں ایک سخت غلط فقرہ درج ہوگیا ہے۔ یعنی جس زمانہ میں سلیمن صاحب محکمہ ٹھگی کے افسر تھے تو کچھ ڈاکو گرفتار کرنے کے لئے جاتے تھے۔ رستہ میں

حضرت کی درگاہ نظر آئی۔ لٹیروں نے صاحب سے کہا کہ ہم کو اجازت ہو تو اپنے پیر کو آخری سلام کر آئیں۔ صاحب نے منظور کیا اور خود بھی ان کے ساتھ درگاہ میں آئے۔ اور پیر کی۔ یادداشت لکھتے وقت سلیمن صاحب کو غلط فہمی ہو گئی۔ اور انہوں نے حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کو ٹھگوں کا پیر لکھ لیا اور پھر گائڈ بک مرتب کرتے وقت اس یادداشت کو بھی درج کر دیا۔ کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ ٹھگوں کے پیر تھے۔ اب جو سیاح آتا ہے تعجب سے اس عظیم الشان خانقاہ کو ٹھگوں کے پیر کی خانقاہ تصور کر کے حیرت و استعجاب میں پڑ جاتا ہے۔ ہم نے مسٹر سلیمن کی غلطی کا جواب لکھا ہے جو انگریزی میں چھپوا کر یورپین سیاحوں کو تقسیم کیا جائیگا۔ جس سے وہ معلوم کر سکینگے کہ حضرت کو تمام نیک و بد قومیں اپنا پیر تصور کرتی ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا اعلیٰ درجہ کا احمق پن ہے کہ وہ کسی خاص بد چلن گروہ کے ہی بزرگ تھے۔ ان کو پیر سمجھنے والے اگر کسی گناہ کے مرتکب ہوں۔ تو حضرت کی ذات پر اس سے کوئی حرف نہیں آسکتا۔ فقط۔

الراقم حسن نظامی۔ خواہر زادہ محبوب الٰہی دہلی

تمام شد

مطبوعات صوفی

ذکر حبیب یہ مبارک کتاب حضرت خواجہ غریب نواز قبلہ سید حیدر شاہ صاحب کے حالات زندگی میں پہلی اردو تصنیف ہے جو ایڈیٹر صوفی نے مرتب کی ہے۔ کتاب کے پانچ حصے ہیں۔ حصہ اول میں حضرت خواجہ مرحوم کے حالات زندگی درج ہیں جو ولی عہد سجادہ نشین حضرت سید محمد فضل شاہ صاحب جلالپوری نے تحریر فرمائے ہیں۔ دوسرے حصے میں آپکے ملفوظات درج ہیں جو نہائت معتبر اور قابل وثوق ہیں اور متفرق پیر بھائیوں کے لکھے ہوئے ہیں۔ تیسرے حصے میں آپکی مختصر کرامات کا حال ہے چوتھے حصے میں متفرق واقعات اور پانچویں حصے میں چند نظمیں جمع کی گئی ہیں۔ قیمت فی جلد عمہ/ صوفی کیلئے چھ خریدار دینے والے کو مفت

مضامین خواجہ حسن نظامی گروہ مشائخ صوفیہ میں سیدی مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب خواہرزادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب آلہٰی کی مثل اور کوئی شخص ایسا نہیں پایا جاتا جس کو اپنے خاندانی فیوض کا بھی پورا حصہ ملا ہوا ہو اور نئے زمانہ کی واقفیت و شناسائی میں بھی اچھی دستگاہ رکھتا ہو۔ علی الخصوص انشاء پردازی میں تو حضرت خواجہ صاحب ملک کے مشہور چوٹی کے مضمون نگاروں میں شمار ہوتے ہیں بلکہ آپکے طرز تحریر اور حسن بیان کی برابری کرنیوالا ہندوستان بھر میں کوئی نہیں اس مجموعہ میں وہ دردناک مضامین ہیں جن کا سارے ہندوستان میں غلغلہ ہو چکا ہے ان میں مضامین بالتصوف کو نہائت دلکش پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ دیا سلائی۔ مٹی کے تیل۔ لیمپ۔ آلو۔ مچھر وغیرہ رکیک مضامین میں وہ وہ حقائق و معارف نکلے ہیں کہ پڑھنے والا سرشار ہو جاتا ہے مولوی مقبول احمد صاحب نظامی سیوہاروی نے اس پر ایک نہائت دلچسپ اور عالمانہ دیباچہ لکھا ہے۔ قیمت صرف عہ/ علاوہ محصولڈاک ہے صوفی کے پانچ خریدار دینے والے کو مفت

ہندوستان میں عرفان کی پہلی تجلّی حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری کے حالات زندگی جنکو مولوی مقبول احمد صاحب سیوہاروی نے مرتب کیا ہے۔ قیمت صرف ۵ر علاوہ محصولڈاک صوفی کے واسطے ایک خریدار دینے والے کو مفت

المشتہر

مینیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

آبحیات

آبحیات نے جس قدر نام پایا ہے اسکی کمل تشریح کے واسطے ایک علیحدہ کتاب کیضرورت ہے عام طور پر ہر ایک انسانی بیماری کے دفعیہ کیواسطے یہ اکسیر اعظم ہے طرفہ تو یہ ہے کہ اسکا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے سر درد ہر قسم ۔ نمونیا درد پیچ ۔ وجع المفاصل بواسیر نقرس معدہ کا ہر قسم کا درد اور فساد قولنج ہیضہ ۔ طاعون ۔ پھوڑا ۔ پھنسی ۔ کان اور دانت کے درد اور ضعف بصارت ، ضعف باہ نامردی ۔ لقوہ ۔ فالج ۔ سوزاک ۔ آتشک ۔ بخار ہر قسم مارگزیدہ وغیرہ امراض کیلئے اکسیر ثابت ہوا ہے نامردی کیلئے اعلےٰ درجہ کا طلا ہے آبحیات جس گھر میں موجود ہے ایک حکیم حاذق موجود ہے جس جیب میں موجود ہے وہ تمام بیماریوں سے محفوظ ہے جس حکیم کے پاس ہے اس کو اور ادویات تیار کرنے یا کھانے کیضرورت نہیں ایک شیشی میں کئی بیماریوں کیلئے دوا ہوتی ہے آبحیات کے مقابلے میں دوسری ادویات کے وزنی بکس فضول ہیں سفر یا دیہات میں جہاں حکیم یا ڈاکٹر نہیں مل سکتا یہ نعمت عظمیٰ ہے بڑے بڑے نامی حکیم اور ڈاکٹر اسکے استعمال سے پانچ کے پچاس بنا رہے ہیں ناواقف آدمی اسکو استعمال کر کے پورا حکیم بن سکتا ہے اور اپنی آمدنی کو دس گنا بڑھا سکتا ہے آبحیات سے ہر ایک دھات کا کشتہ ہوتا ہے پارہ کی گولی بن سکتی ہے یہ تیل صرف بوٹیوں کا تیل ہے قیمت فی شیشی صرف دو روپے (عا) علاوہ محصولڈاک نمونہ کی دوا کی قیمت (۸ ر)

اگر آبحیات بموجب تعریف اشتہار کے اکسیر ثابت نہو تو آپکے ایکبار لکھ دینے سے بغیر کسی شہادت کے قیمت شیشی کی بمعہ ایک روپیہ زائد بطور ہرجانہ بذریعہ منی آرڈر واپس کر دوں گا ۔ محمد الدین نعیم خود

نوٹ اپنے قلم سے یہ دستخط کر کے میں قانوناً پابند اور ذمہ وار ہو گیا ہوں کہ آبحیات بموجب اشتہار ثابت نہ ہونیکی صورت میں بلا حیل و حجت قیمت معہ ہرجانہ دیدونگا ۔

رعائت ۔ اکٹھی تین شیشیاں طلب کرنیوالوں کو محصولڈاک معاف چھ شیشی کے خریدار کو نمونہ کی چھوٹی شیشی مفت آبحیات کی تعریف میں روزانہ اس قدر سرٹیفکیٹ موصول ہوتے ہیں جس کے اندراج کیلئے کئی ضخیم جلدیں بھی ناکافی ہیں ۔

المشتہر

مالک کارخانہ آبحیات صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

خضاب لاجواب

افسوس ہے کہ اکثر لوگوں نے خضاب کے اشتہار دیدے کر اپنی لفاظی اور جھوٹے دعووں کے ذریعہ پبلک کو بدظن کر دیا ہے

ہمارا یہ دعوی تو ہرگز ہو نہیں سکتا کہ خضاب لاجواب کے صرف ایک دفعہ کے لگانے سے ہی سفید بال سیاہ ہو کر عمر بھر کے لئے چھٹکارا ہو جاتا ہے بلکہ ہم اسکی واجبی تعریف ناظرین کی خدمت میں بلا پس و پیش درج کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ اگر آپ کو کسی بلا نقص خضاب کی ضرورت ہے تو یہی خضاب ہے جو سفید بالوں کو تھوڑی دیر میں قدرتی سیاہ رنگ دیتا ہے بال مثل ریشم کے نرم رہتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ اسکے لگانے سے پیشتر جتنے بال سفید ہوں گے اتنے ہی رہینگے پھر سفید نہ ہونگے ہمارا دعوی ہے کہ اس خضاب کے برابر دنیا بھر میں اور کوئی خضاب آجتک ایجاد نہیں ہوا۔ اہل ملک نے اسکی خوبیوں کا اندازہ کرلیا ہے آجتک کہیں سے بھی ہمیں کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں ملا خضاب لاجواب کی تصدیق میں صرف معززین کے ہزاروں خطوط موجود ہیں چنانچہ اکثر نامی گرامی اصحاب نے پسند فرماکر ہمیشہ کے لئے اسکی خریداری منظور فرمائی ہے۔ یہ خضاب نامی گرامی رؤسا و جاگیرداران و فوجی لوگوں کی خدمت میں بکثرت جاتا ہے پس اگر مہندی وسمہ کی تکلیف اور نقصان سے بچنا اور بلا تکلیف سفید بالوں کو سیاہ کرنا چاہتے ہیں اور پیری میں جوان بننے کی خواہش ہے تو خضاب لاجواب بہار شباب کو آزمائشاً ایک دفعہ ضرور منگوائیے ✤ قیمت فی بکس صرف دو روپے (عہ) آٹھ آنے

بال اڑانے کا پوڈر

نرم سے نرم جگہ سے بھی بے ضرر اور بلا تکلیف بال اڑائے جا سکتے ہیں۔ جلد مثل ریشم کے صاف اور ملائم نکل آتی ہے۔ چونہ ہڑتال اس میں نہیں ہے ✤ قیمت فی پیکٹ صرف (۶۱ر)

المشتہر

ملک محمد الدین آوان اڈیٹر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

نمک سلیمانی

جن اصل و مستند نسخے اور خاص ترکیب سے ہم نمک سلیمانی تیار کرتے ہیں اسکو کسی نے نہیں پایا ہے اسلئے نقلی اور اصلی مصنوعی نمک سلیمانی جو اسکی تقلید میں تیار کئے جاتے ہیں اسکے فوائد و تاثیر کی برابری نہیں کر سکتے ہزارہا اشخاص اس بیش بہا ایجاد کی آزمائش کر چکے ہیں۔ ہمیشہ کامیابی کے ساتھ فائدہ ہوتا ہے یہ اصل سلیمانی نمک تمام شکائتوں کو دور کر کے معدہ کو قوی کرتا ہے اور بدن میں خون صالح بافراط پیدا کر کے تندرستی کو بڑھاتا ہے اور امراض ذیل میں تیر بہدف فائدہ پہنچاتا ہے۔ دائمی قبض بد ہضمی۔ شکم میں درد اور نفخ ہو جانا۔ کمی اشتہا یعنی بھوک نہ ہونا۔ کھٹی ڈکار آنا۔ سینہ جلنا۔ منہ سے بدمزہ پانی چھوٹنا طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ۔ وبائی امراض۔ ہیضہ۔ تخمہ۔ طاعون۔ اسہال۔ پیچش۔ بواسیر۔ درد گردہ۔ درد کمر اوجاع و اورام مفاصل یعنی گٹھیہ۔ درد سر۔ دمہ۔ ضعف دماغ و بصر۔ کمی باہ یعنی نامردی۔ جریان یعنی دھات تپلی ہونا آتشک اور جلدی امراض جیسے سفید داغ دودڑے وغیرہ اور دیگر امراض ظاہری و باطنی میں مثل تریاق کے حکمی تاثیر ظاہر کرتا ہے بچوں کو دانت نکلنے کی حالت میں نہائت نفع پہنچاتا ہے عورتوں کی خاص بیماری انکے ایام ماہواری میں کسی قسم کا خلل ہو تو فائدہ کثیر بخشتا ہے بھوک بڑھاتا ہے اور غذا کو فوراً ہضم کرتا ہے جسکے باعث انسان کے جسم میں خون معمول سے زیادہ پیدا ہو جاتا ہے اور ہر قسم کی سستی و غمگینی دور ہو جاتی ہے اور طاقت مردانگی بڑھتی ہے فساد خون زائل کر کے رنگ بدن کو صاف اور شفاف رکھتا ہے قلب کو قوت اور فرحت بخشتا ہے پژمردہ طبیعت کو خورسند کرتا ہے اور وہم و فکر کو زائل کرتا ہے اور معدہ کی تمام خرابیوں کو دور کر کے اسکی قوت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے دنوں میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے ایک گھر میں اصلی نمک سلیمانی کی شیشی موجود رکھنا نہائت مناسب ہے اسے وقت پر جادو کا اثر ظاہر ہوتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ تین شیشی ۲ روپیہ علاوہ خرچ ڈاک

المشتہر

ملک محمد الدین اڈیٹر صوفی پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

امیروں کیواسطے خاص اور عجیبہ تحفے

عرق ماء اللحم

اس ماء اللحم سے بہتر کوئی غذا جلد تر جزو بدن ہونیوالی نہیں نہائت لطیف اور سریع التاثیر ہے دل و دماغ وجگر پر اسکا اثر جلد محسوس ہوتا ہے اس ماء اللحم میں وہ تمام منافع کے اعضاء رئیسہ اور ارواح اور قوتوں کی تقویت کی خاص طور پر رعائت رکھی گئی ہے اور قوت مجامعت میں تو یہ ایک تعجب نما اثر رکھتا ہے جو تجربے پر موقوف ہے ہزار ہا مرتبے کا آزمودہ ہے قیمت فی بوتل (ﻋﮧ) جو ہر حال میں بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنی ضرور ہے ورنہ تعمیل نہ ہوگی کیونکہ وزنی ہونے کی وجہ سے محصول ۸ رفی بوتل سے زیادہ پڑتا ہے اگر کوئی صاحب منگاکر واپس کردیں تو ایک بوتل کی واپسی کا نقصان بہت زیادہ ہوجاتا ہے محصولڈاک بذمہ خریدار

معجون خاص الخاص

یہ مقوی اور مبہی اور منی کی خرابیوں کو پاک کرتی ہے یہ حرارت غریزی کو بڑھاتی ہے اور عام مرطوب بیماریوں کو دور کرتی ہے اور عقل بے انتہا پیدا ہوتی ہے اگر اس معجون کی مداومت کریں اور غذا اچھی نفیس کھائیں تو ہر شب پانچ عورتوں کو خوش کرسکتے ہیں قیمت فی ڈبیہ ۵ تولے (ﷲ) یہ نایاب تحفہ صرف امیروں اور خاص کیلئے ہے

طلاء نادر سلطانی

عضو تناسل کو سخت اور قوی اور دراز کرتا ہے تقویت باہ کے لئے نہائت مجرب ہے پٹھوں کو مضبوط اور مستحکم کرتا ہے عضو میں ایستادگی اور خواہش پیدا کرتا ہے ہزار بار کا مجرب ہے اسکی کیفیت لگانے پر ظاہر ہوگی بڑی خوبی یہ ہے کہ بلا مضرت ہے قیمت فی شیشی جو ایک آدمی کیلئے کافی ہے صرف پانچروپے (ﺻﮧ)

سفوف مجرب جریان

جریان کی بے مثل اور بے نظیر اعلےٰ دوائی ہے خواہ کتنی سال کا پرانا جریان ہو اسکے استعمال سے بالکل آرام آجاتا ہے ہمارے خیال میں ویدک یونانی اور انگریزی ادویات میں کوئی دوائی ایسی مفید اور سریع الاثر نہیں قیمت صرف تین روپے (ﻋﮧ)

المشتہر

مینیجر کارخانہ آبجات منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

کارخانہ آبحیات کی ادویات کی نسبت

چند معزز انگریزوں کے سرٹیفکیٹ

مسٹر سی ایف رٹک نینڈ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گجرات ملک محمد الدین کی دوائیں مشہور ہیں جو دور تک جاتی ہیں اسکا حساب کتاب ایمانداری سے ہوتا ہے جس کی نظیر مشکل ملتی ہے۔

ڈاکٹر جے اے میڈکمیں صاحب بہادر ایل آر سی۔ پی۔ اینڈ ایس۔ سول سرجن۔ ضلع لودھیانہ ملک بر ہما آپکا آبحیات نہائت مفید دوا ہے۔ پچھلے دو ہفتوں میں آپ سے بیس روپے کی دوائیں منگا چکا ہوں۔ آئندہ بلا میری درخواست کے ہر ماہ تین شیشیاں بھیجدیا کریں ۔

ڈبلیو این لاٹلم صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع گجرات مجھ کو وجع المفاصل میں آپکی دوائی سے صحت ہو گئی ۔

اے جی فٹنر سالمین صاحب بہادر اگزیکٹو انجنیر ضلع ویلو مدراس میں بڑی خوشی سے اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ کی دوائی آبحیات بہت سے مرضوں میں مفید ثابت ہوئی ۔

اے آر انڈرسن صاحب بہادر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بر ہما۔ آپ کی دوائی ہر طرح کے درد کے لیے اکسیر ہے تین شیشیاں اور بھیجدیں۔

ایچ اے کروڈی صاحب بہادر ریاست دربھنگہ آبحیات وجع المفاصل کیلئے نہائت مفید دوا ہے۔ تین شیشیاں اور بھیجدیں۔

جی سی جائلس صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ورکشاپ واسسٹنٹ انجنیر ٹریونڈرم احاطہ مدراس پچھلے سال میں نے آپکی دوائی منگوائی تھی اور اس کو ملیریا بخار پر اور بعض دیگر امراض پر استعمال کیا تھا۔ میں بہت خوش ہوا۔ جبکہ اسکے استعمال سے سب مریض صحتیاب ہو گئے

جی۔ ایس۔ ڈی سنورا صاحب بہادر ریاست میسور آپ کی دوائی نہائت بینظیر اور سریع التاثیر ہے۔ وجع المفاصل اور پٹھوں کے درد۔ زکام۔ درد سینہ۔ گلے کے درد میں میں نے مختلف مریضوں پر اسکا استعمال کیا اور نتیجہ نہائت مفید اور تسلی بخش رہا ۔

آوان ہیئر آئیل یعنی بالونکے لگانیکا خوشبودار تیل

ہم ہندوستان میں جس قدر خوشبودار تیل مروج ہیں وہ علے العموم سفید تلوں سے مختلف ذرائع سے خوشبودار بنائے جاتے ہیں جاہل تیل ساز عموماً ترکیب کیمیائی خواص الادویہ سے چونکہ لاعلم ہوتے ہیں ان کو بالوں کی ساخت دماغ کی تشریح دواؤں کے افعال و خواص معلوم نہیں ہوتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بیچارے سنتے سنائے لکیر کے فقیر ہوتے ہیں اور ان کا دارومدار خوشبو تیل میں بسا کر تیل کو فروخت کرنا ہے پس اگر وہ جانتے کہ تل کا تیل دماغ کو خشک اور جلد اور اعصاب کو خراب کرتا ہے تو آج یہ اندھیر نہ ہوتا کہ دیکھو بیوقت بال سفید ڈاڑھی مونچھ بے معنے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں سے نزلہ وزکام میں مبتلا۔ دماغ خراب۔ چہرہ پژمردہ اور اس پر چھائیاں وغیرہ موجود بالوں کی اصلیت درویدگی و طریق پرورش و بالوں کے قیام وغیرہ تمامی حالات پر غور کر کے اور مندرجہ بالا قباحتوں اور موجودہ تیلوں کے اجزاء مروجہ تمام نقصانات کو مدنظر رکھ کر ایک خوشبودار تیل تیس برس سے ایجاد کیا ہوا ہے جو سر پر لگانے سے بالوں کو طاقت دیتا ہے اور اعصاب و عروق کو مضبوط کرتا ہے۔ دردسر۔ دوران سر۔ سر کا چکرانا۔ بیوست دور ہونے سے بالوں کا گرنا۔ اور بدخوابی دور ہو جاتی ہے بالوں کی جڑیں خوب تر رہتی ہیں اور بال خوب ملیے و تر رہتے ہیں۔ سر کی گرمی بند رہنے سے آنکھیں ٹھنڈی تیز اور دماغ کو طاقت رہتی ہے مسامات میں اس کے اثر سے وہ رطوبت جلد تبدیل نہیں ہوتی۔ جس کی تبدیلی سے بال سفید ہو جایا کرتے ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپے ۲ عار ۲ محصولڈاک کے علاوہ

المشتہر

مالک کارخانہ آبحیات پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

مطبوعات کارخانہ صوفی

یادرفتگان اس کتاب میں جس کو لاہور کا روحانی گائیڈ کہنا چاہیے لاہور کے جملہ اولیائے کرام وصوفیائے عظام کے حالات نہایت شرح وبسط سے درج کئے ہیں حضرت داتا گنج بخش صاحب۔ حضرت میاں میر صاحب حضرت شاہ ابو المعالی صاحب حضرت شاہ محمد غوث صاحب۔ چھجو بھگت صاحب اور دیگر بیسیوں ہندو مسلمان فقرا کے حالات کرامات وخوارق عادات کا مفصل طور پر ذکر ہے۔ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ ہر ایک بزرگ کا روضہ کس جگہ واقع ہے اور اسکا کیا حال ہے منشی محمد الدین صاحب فوق نے اس کتاب میں دریا کو کوزہ میں سما دیا ہے اس کتاب کے جامع مکمل اور معتبر ہونے کے واسطے صرف اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ خواجہ حسن نظامی صاحب خواہر زادہ حضرت محبوب الٰہی دہلوی۔ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ایم۔اے۔ ایل ایل۔ ڈی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بیرسٹرایٹ لا پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور اور احسان شاہجہانپوری نے اس کو بہترین تصنیف تسلیم کیا ہے حجم قریباً ۱۸۰ صفحے قیمت ۱۲ر علاوہ محصولڈاک

حالات حضرت مولانا روم یہ کتاب منشی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر کشمیری میگزین لاہور نے لکھی ہے اس میں حضرت مولانا کے زندگی کے تمام واقعات درج ہیں یہ کتاب صوفی مزاج سلمانوں کے پڑھنے کی قابل ہے قیمت ۱۲ر علاوہ محصول

حالات حضرت شمس تبریز مولانا روم کے مرشد حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ کے حالات وخوارق عادات میں یہ کتاب اعلیٰ درجہ کی تصنیف ہے قیمت فی جلد چھ آنے ۶ر علاوہ محصولڈاک ہے۔

میلاد النبیؐ سرور کائنات فخر موجودات حضرت رسول مقبول صلعم کے حالات زندگی قیمت ۱۲ر

آئینہ خودشناسی تصوف کی بینظیر اور لاجواب کتاب خداشناسی وخدارسی کا رہبر قیمت صرف ۴ر

المشتہر

مینیجر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب